إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۵ صفر ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ مئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ۴ مئی بخار اور اس کے ساتھ ہی گلے اور سر درد کی تکلیف رہی۔ آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے کسی قدر تخفیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کامل عطا فرمائے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر وعافیت ہے۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلےٰ کل سندھ سے واپس تشریف لائے۔

نظارت تعلیم وتربیت کی طرف سے جامعہ احمدیہ کے درجۂ رابعہ اور مدرسۂ احمدیہ کی آخری جماعت کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔ جس میں مبلغین کلاس کے تین اور مدرسہ احمدیہ کے بارہ طلباء شریک ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ

اے نادانو اور اندھو۔ مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا یقیناً یاد رکھو۔ اور کان کھول کر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا میں اکیلا تھا۔ اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے۔ اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں۔ کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے۔ اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلاء نہیں۔ کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک وخوں بینی سرے

(الحکم ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)

آمد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قوم کا پاسبان آہی گیا — رہبر مہربان آہی گیا
ہم مریضوں کی تھی نظر جس پر — وہ مسیح الزمان آہی گیا
مژدہ اے نخل ہائے پژمردہ — دیکھو وہ باغبان آہی گیا
دیو باطل بچھاڑنے کے لئے — اک جری پہلوان آہی گیا
عقل کی لغزشیں تمام ہوئیں — عشق کا رازدان آہی گیا
راز حق کھول کر بتانے کو — ایک شیریں بیان آہی گیا
جب کبھی ہم نے التجائیں کیں — کوئی تازہ نشان آہی گیا
کفر نے فضل روکنا چاہا — وہ بصد ناز و شان آہی گیا

پرنس آف ویلز کالج جموں میں علمی مناظرہ

یکم مئی صبح ½۹ بجے پرنس آف ویلز کالج جموں میں ایک علمی مناظرہ ہوا۔ جس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے چار طلباء اور خاکسار نے بھی حصہ لیا۔ مضمون زیر بحث "مغربی کھیلوں کا شغف صحیح تعلیم کے حصول کے راستہ میں روک ہوسکتا ہے یا نہیں" تھا۔ کالج کی طرف سے چار طلباء اور تین پروفیسر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پرنسپل سوری صاحب ایم۔ ایس۔ سی اس مجلس کے صدر تھے۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں "ڈبیٹ" کے اختتام پر سکول کے طلباء کی تقریروں پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور جملہ طلباء (سکول و کالج) کی تقریروں کا موازنہ کرنے کے بعد شریف احمد طالب علم جماعت دہم کی تقریر کو بہترین قرار دیتے ہوئے اسے کالج کی طرف سے ایک انعام دیا۔ اور سکول کے باقی طلباء کی تقاریر کو علی العموم کالج کے مقررین کی نسبت زیادہ پسند کیا۔

پرنسپل صاحب کی مہمان نوازی اور حسن اخلاق قابل تعریف ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم بی۔ اے۔ قادیان

ایک نیا تحقیقاتی کمیشن

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مجلس مشاورت میں ایک تحقیقاتی کمیشن مرکزی دفاتر کے بعض نقائص دور کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ جو حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہے۔

(۱) حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گوجرانوالہ صدر (۲) راجہ علی محمد صاحب افسر مالی لاہور (۳) پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب۔ ایم۔ اے گورنمنٹ کالج لاہور (۴) شیخ عبد الحمید صاحب آڈیٹر لاہور (۵) ملک غلام محمد صاحب رئیس لاہور (۶) چودھری عطا محمد صاحب نائب تحصیلدار ہوشیارپور (۷) خاکسار غلام محمد اختر سٹاف وارڈن لاہور سکرٹری

اس کمیشن کو بعض معاملات میں بیرونی احباب سے امداد کی ضرورت ہے۔ جو امید ہے کہ بے رو رعایت محض اصلاح کی خاطر بیرونی احباب کمیشن کو مہیا کریں گے۔

(۱) مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء پر ایک شکایت یہ کی گئی تھی۔ کہ قادیان کے بعض دفاتر باہر کے بعض خطوط کا جواب نہیں دیتے۔ اگر یہ معاملہ صحیح ہے۔ اور بیرونی احباب میں سے کسی کو پیش آیا ہے۔ تو وہ دست مہربانی کرکے تفصیلاً اس کی رپورٹ سکرٹری تحقیقاتی کمیشن کو ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ مگر ایسی شکایات گذشتہ دو سال سے پرانی نہ ہوں

(۲) اس کے علاوہ بھی اگر خط و کتابت یا جوابوں کے متعلق کسی اور قسم کی شکایات ہوں۔ تو وہ بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیز اگر کسی صاحب کو ایسے امر کا علم ہے۔ جو مرکزی تعلیمی اداروں کی کسی دینی یا اخلاقی خامی کو ظاہر کرتا ہو۔ تو اس سے بھی اطلاع دی جائے۔

(۳) اگر کسی صاحب کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے احکام یا صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن کے برخلاف سلسلہ عالیہ کے کسی دفتر میں کوئی کارروائی ہو رہی ہے۔ تو اس سے بھی آگاہی دی جائے۔

(۴) اگر کسی انجمن کے علاقہ میں صدر انجمن احمدیہ کی کوئی جائداد ایسی ہو۔ جس کو وہاں کی جماعت فروخت کرنا مناسب سمجھتی ہو۔ تو اس سے بھی اطلاع دی جائے۔

نوٹ (الف) براہ مہربانی کوئی الزام عام طور پر بلا خاص مثال یا خاص واقعات کے نہ بیان کیا جائے۔ (ب) لفافہ پر Confidential یا صیغہ راز کے الفاظ لکھ دیئے جائیں (ج) جو صاحب شکایت لکھیں۔ وہ اپنا نام و پتہ مفصل درج کریں۔ (د) تمام ایسی خط و کتابت خاکسار غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن کو مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجی جائے۔ نیز ممبران کمیشن میں سے کسی ایک ممبر کے پاس بھی یہ امور بیان کئے جاسکتے ہیں۔ (س) براہ کرم احباب جلد سے جلد اس اعلان کا جواب دیں۔

ہر جماعت کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اس اعلان کو مقامی جماعت کے ایک جلسہ میں پڑھ کر اس کے متعلق دریافت کریں۔ کہ اگر کسی صاحب کو کسی ایسی بات کا علم ہو۔ جو اس اعلان میں درج ہے۔ تو ان صاحب سے اس کے متعلق سکرٹری کمیشن کے پاس رپورٹ بھجوا دیں۔

خاکسار غلام محمد اختر (سکرٹری تحقیقاتی کمیشن) سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹرز آفس این۔ ڈبلیو ریلوے لاہور

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۴ مئی ۱۹۳۶ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے ہیں۔

۱	چودھری محمد مالک صاحب	ضلع سرگودھا
۲	چودھری رحمت خان صاحب مع اہل و عیال	"
۳	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع فیروزپور

نامہ نگار "مجاہد" کی صریح غلط بیانی

"ترجمان احرار" اخبار مجاہد مورخہ ۲ مئی میں کسی دروغگو نامہ نگار نے اپنی سابقہ دروغگوئی اور کمینگی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے چودھری عبد الرحمن صاحب سربراہ لمبردار قادیان کی بیوی کے متعلق ایک بالکل جھوٹا اور بے بنیاد بیان شائع کیا ہے۔ حالانکہ واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے مرحومہ میری بھاوج تھیں۔ اور میں خود آخری وقت تک اس کے پاس تھا۔ میرے سامنے مرحومہ نے اس قسم کی کوئی وصیت نہیں کی۔ جس کا ذکر مجاہد میں کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کے نزع کے عالم تک ہوش و حواس قائم تھے۔ مرحومہ کا جنازہ احمدیوں نے پڑھا۔ البتہ ہماری درخواست پر ہمیں علیحدہ طور پر جنازہ پڑھنے کی اجازت دی گئی۔ اور مرحومہ پرانے قبرستان میں دفن کی گئی۔ جہاں اور بھی کئی احمدی دفن ہیں۔

دراصل احرار کی بڑھتی فتنہ پردازی اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ ہر اس شخص کے خلاف الزامات و اتہامات کا طوفان اٹھائیں۔ جو ان کے مخفی عزائم و مقاصد سے متفق نہ ہو۔ میں مجاہد کے بیان کی پرزور تردید کرتا ہوا اس دروغگو نامہ نگار کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہوں

(خواجہ عزیز احمد بقلم خود۔ اہلسنت قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ صفر ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

جرأت و بہادری اور وفاداری و قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو

اگر چالیس مومن بھی متوکل اور وفادار ہوں تو وہ ساری دنیا فتح کرسکتے ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ یکم مئی سنہ ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسانی اخلاق

میں بعض باتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو قلوب پر اثر کرنے کے لحاظ سے دوسرے اخلاق سے زیادہ موثر اور زیادہ حرکت پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ گو عام حالات میں یہ بات دیکھی جاتی ہے۔ کہ ہر شخص بعض خاص قسم کی باتوں سے ہی متاثر ہوتا ہے۔ کئی آدمی سچائی کی بات سُنکر زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ کئی آدمی

دیانت کا واقعہ

سُنکر زیادہ اثر قبول کرتے ہیں۔ کئی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جو انصاف کی واردات سنتے ہیں۔ تو قلب میں زیادہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے پھر کئی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بہادری کے واقعہ سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ کچھ وفاداری کے واقعات سے زیادہ اثر قبول کرتے ہیں۔ کچھ لوگ

وسعتِ حوصلہ

اور کچھ نرمی سے متاثر ہوتے ہیں۔ غرضکہ انسانی طبائع مختلف ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے رجحان اور اپنے اپنے ادراک کے مطابق واقعات سے اثر قبول کرتی ہیں ٭

زلزلہ کے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ دنوں کے لئے باغ میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ چونکہ الہاموں سے اور زلزلوں کا پتہ چلتا تھا۔ اس لئے آپ کا خیال تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ وہ قریب میں آنے والے ہوں۔ ان ایام کی بات ہے۔ کہ ایک جگہ پر

مختلف جھونپڑیاں

بنائی گئی تھیں۔ جن میں مختلف دوست رہتے تھے۔ ایک جھونپڑی میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رہتے تھے۔ اور ان کے ساتھ والی جھونپڑی میں ایک اور دوست رہتے تھے مولوی صاحب کی

طبیعت میں سخت تیزی

تھی۔ اور اس دوست کی طبیعت میں بہت نرمی تھی۔ وہ شہر میں بھی مولوی صاحب کے پڑوس میں ہی رہا کرتے تھے۔ مگر وہاں جھونپڑیاں بہت ہی پاس پاس ہوگئی تھیں۔ اس دوست کے بچوں کو رونے کی بہت عادت تھی۔ ادھر مولوی صاحب کی طبیعت نہایت نازک تھی۔ وہاں بہت زیادہ قریب رہنے کی وجہ سے بچوں کا شور سنتے سنتے مولوی صاحب سخت تنگ آگئے ایک دن آپ نے اس دوست کو بلایا اور کہا۔ کہ مجھے آپ پر سخت تعجب آتا ہے۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ آپ کس طرح کے آدمی ہیں۔ میں نے گھر پر بھی دیکھا ہے کہ آپ کے ہاں سے شور اور

اودھم مچانے کی آوازیں

برابر آتی رہتی ہیں۔ مگر وہاں تو کچھ فاصلہ تھا۔ اور اب تو جھونپڑیاں زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے میں بالکل برداشت نہیں کرسکتا۔ اور میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں باہر آکر ان بچوں کو خوب ماروں۔ اور آپ پر مجھے سخت تعجب ہے۔ کہ آپ پاس رہتے ہیں۔ اور ان کو کچھ نہیں کہتے یہ بات سنکر اس دوست نے کہا۔ کہ مولوی صاحب مجھے بھی آپ پر سخت تعجب ہے۔ کہ وہ میرے پاس شور کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ نادان ہیں بچوں کا کام ہی شور کرنا ہے۔ باوجود اس قدر قریب ہونے کے مجھے کوئی

غصّہ اور جوش

نہیں آتا اور میں حیران ہوں۔ کہ آپ کو اس قدر دور بیٹھے ہوئے کیوں اس قدر جوش آتا ہے۔ گویا مختلف طبائع نے ایک ہی واقعہ سے الگ الگ اثر قبول کیا۔ ایک نے یہ اثر قبول کیا۔ کہ ان بچوں کو سزا دینی چاہیئے اور ایک نے یہ کہ بچوں کا یہی کام ہے۔ یہ نادان ہیں اور ان کے ساتھ کوئی سختی نہ کرنی چاہیئے۔ یہ اثر اتنا نمایاں تھا۔ کہ ہر ایک کو دوسرے پر تعجب آتا تھا۔ مولوی صاحب اس بات پر حیران تھے کہ وہ دوست اس قدر شور کو برداشت کیسے کرسکتے ہیں اور وہ ان پر حیران تھے۔ کہ ان کو یہ خیال کیسے پیدا ہوگیا کہ

بچوں کو سزا دینی چاہیئے

پس لوگ عام طور پر خاص خاص جذبات سے خاص خاص اثر قبول کرتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایک ہی واقعہ سے مختلف اثر قبول کرتے ہیں۔ اور یہ تفاوت مختلف حالات میں گھٹتا اور بڑھتا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض اخلاق دنیا پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اور لوگوں کو خاص طور پر اپنی طرف متوجہ کرلیتے ہیں۔ اور ایسے اخلاق میں سے

بہادری اور وفاداری

خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ دنیا کا اکثر حصہ ان دو اخلاق سے نہایت ہی متاثر ہوتا ہے اور انسان جب اس قسم کے واقعات سنتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ

گویا اس کے قلب میں بھی ویسے ہی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ چاہتا ہے کہ میں بھی اسی طرح کی بہادری اور جرأت دکھاؤں۔ یہ دونوں اخلاق اس قسم کے ہیں کہ دوسروں سے زیادہ اثر پیدا کرتے ہیں اس کی بھی

خاص وجہ

ہے۔ مگر میں اس وقت یہ بحث کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اس وقت میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ اخلاق ضرور زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔ اور طبائع جب ایسے واقعات دیکھیں۔ تو ضرور متاثر ہوتی ہیں۔ خواہ وہ دشمن سے ہی کیوں نہ سرزد ہوں۔ ایک دشمن بھی اگر بہادری دکھاتا ہے۔ تو دوسرا دشمن اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ ایک دشمن بھی اگر وفاداری کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ تو دوسرا اس سے ضرور اثر پذیر ہوتا ہے۔ اور اگر دوست بھی بزدلی دکھاتا ہے یا کسی غیر سے بھی بے وفائی کا اظہار کرتا ہے تو باوجود دوست ہونے کے اس کا یہ فعل دوسرے دوست کے

دل پر گراں گزرتا ہے

پس یہ دو اخلاق جو نہائت گہرے طور پر انسانی فطرت پر مؤثر ہوتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ایمان سے ان کا بہت گہرا تعلق ہے۔ کوئی شخص بغیر بہادری کے متوکل نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی بغیر وفاداری کے کامل الایمان نہیں ہو سکتا۔

متوکل کے معنی

یہ ہیں۔ کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھتا۔ اور دنیا کی کسی چیز کو حقیقی قرار نہیں دیتا۔ اور بزدلی کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ کسی چیز کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ پس توکل اور بہادری اور ایمان و وفاداری قریباً مترادف الفاظ ہیں۔ بے وفا شخص ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اور بزدل متوکل نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص جتنا جتنا زیادہ توکل میں کمال حاصل کرتا چلا جائے اتنا ہی زیادہ بہادر ہوتا جائے گا۔ اور جتنا کسی کے اندر ایمان بڑھتا جائے وہ اتنا ہی وفادار ہوتا جائے گا۔ درحقیقت توکل نام ہے مذہبی بہادری کا۔ اور

ایمان نام ہے مذہبی وفاداری کا

جب مذہب اور وفاداری جمع ہو جائیں۔ تو اسے ایمان کہتے ہیں۔ اور جب مذہب اور بہادری جمع ہو جائیں۔ تو اسے توکل کہتے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی زندگیوں میں یہ دونوں باتیں نہائت نمایاں ہیں۔ اور ان پہلے انبیاء کی زندگیوں میں بھی جن کی تاریخ کسی حد تک محفوظ ہے۔ یہ دونوں باتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ایمان کے ساتھ ساتھ وفاداری اور بہادری بھی ترقی کرتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وفاداری اور بہادری کے ایسے

اعلےٰ معیار

پر پہونچ چکے تھے۔ کہ اس سے اوپر کوئی معیار نظر نہیں آتا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے اوپر کوئی معیار ہے نہیں۔ لیکن ہماری کمزور نظر اس سے اوپر دیکھ نہیں سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بچے تھے۔ اور یتیم بچے ان کا چچا ان کو پال رہا تھا۔ ان کو جس وقت ساری قوم نے

شرک کے لئے مجبور

کیا۔ جسے ان کی فطرت قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ ان کے چچا اور چچا زاد بھائیوں نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ ہم پروہت ہیں۔ اور ہمارا گزارہ ہی اس پر ہے۔ اگر آپ نے بتوں کی پرستش نہ کی۔ تو ہمارا

رزق بند ہو جائیگا

اس وقت اس نہائت ہی چھوٹی عمر کے بچے نے دلیری سے یہ جواب دیا۔ کہ جن بتوں کو انسان اپنے ہاتھ سے گھڑتا ہے۔ ان کو میں ہرگز سجدہ نہیں کر سکتا۔ اس جواب کا اندازہ ہر شخص نہیں کر سکتا۔ صرف وہی کر سکتا ہے۔ جسے

قربانی کرنے کا موقعہ

ملا ہو۔ آج جبکہ ایک منظم حکومت ہندوستان میں موجود ہے۔ اور میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ظلم ہوتا نہیں۔ کیونکہ ہمیں خود ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن اکثر حکام

انصاف کی کوشش

ضرور کرتے ہیں۔ ایک قانون موجود ہے۔ جو چاہتا ہے کہ انصاف ہو۔ گو ظالم اپنے ظلم کے لئے اس میں سے رستے نکال لیتے ہیں لیکن پھر بھی ظلم حد کے اندر رہتا ہے۔ اس پرُامن زمانہ میں بھی میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں پر جب صداقت کھل جاتی ہے تو وہ مجھے لکھتے ہیں۔ کہ اگر ہم مسلمان یا احمدی ہو جائیں۔ تو ہمارے گزارہ کی کیا صورت ہوگی ہمارے ساتھ ہمدردی کی کیا صورت ہوگی۔ آج جب احمدیت کو قبول کرنے میں کوئی خاص تکالیف نہیں ہیں سوائے معمولی تکالیف کے اچھے اچھے تعلیم یافتہ۔ بڑی عمر کے اور بیوی بچوں والے یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ

ہمدردی کی کیا صورت ہوگی

گزارہ کا کیا انتظام ہوگا۔ لیکن حضرت ابراہیم جو یتیم ہونے کی وجہ سے پہلے ہی شکستہ دل تھے۔ اور جن کا پہلے ہی کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اپنے چچا کے ہاں اور اس کی مہربانی سے پرورش پا رہے تھے۔ وہ اپنے دل سے یہ سوال نہیں کرتے۔ کہ اب گزارہ کی کیا صورت ہوگی۔ بلکہ بلا سوچے بہادرانہ طور پر یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ جن بتوں کو انسان خود گھڑتے ہیں۔ ان کو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ بعینہٖ اسی قسم کا واقعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا۔ جب ایک لمبے عرصہ تک آپ نے شرک کے خلاف تعلیم دی۔ اور ایک لمبی کوشش کے بعد اہلِ مکہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دوبارہ اپنے دین میں شامل کر لینے سے مایوس ہو گئے۔ تو

مکہ کے رؤساء

آپ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ آپ کی خاطر ہم اب تک آپ کے بھتیجے سے نرمی کرتے رہے ہیں۔ مگر ہمارے سایہ کے نیچے رہتے ہوئے اس نوجوان نے ہمارے معبودوں کو بہت بری طرح ذلیل کیا ہے ہم اس پر سختی کر سکتے تھے۔ مگر ہمیں آپ کا لحاظ تھا۔ اس لئے اس سے وہ سلوک نہ کیا۔ جس کا وہ مستحق تھا۔ مگر اب یہ بات ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہو گئی ہے۔ اور ہم یہ

آخری پیغام

لے کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ کہ آپ اسے سمجھائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ وہ اپنی تعلیم پیش نہ کرے بلکہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے معبودوں پر

سختی سے حملہ

نہ کرے۔ اور تبلیغ میں نرمی کا پہلو رکھے۔ اور اگر وہ آپ کے کہنے سے اتنا بھی کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو آپ اس سے قطع تعلق کر لیں۔ اور ہم پر اس کا معاملہ چھوڑ دیں اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو گو ہمارے دلوں میں آپ کا ادب بہت ہے۔ اور آپ کے خاندان کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اب معاملہ اس حد تک پہونچ گیا ہے۔ کہ ہم صبر نہیں کر سکتے۔ اور آپ سے بھی ہمیں مجبوراً قطع تعلق کرنا پڑے گا۔ ابوطالب مومن نہ تھے۔ اور ایمان کے بعد جس بہادری سے انسان کا تعلق ہو جاتا ہے۔ اس سے محروم تھے۔ وہ رئیس تھے اور سب سے بڑی بات یہ تھی۔ کہ

ریاست کے ہاتھ سے دھو بیٹھنے کا خطرہ

تھا سارا مکہ ان کو سلام کرتا تھا۔ اور اب ان کے سامنے جو صورت حالات تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی ان کو مونہہ بھی نہ لگاتا۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اس قسم کی عزتوں کے لئے لوگ بڑی بڑی قربانیاں بھی کر دیتے ہیں۔ اور ایک ایک سلام کے لئے مرا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اولؓ

سنایا کرتے تھے۔ کہ جب آپ تعلیم سے فارغ ہو کر نئے نئے بھیرہ میں آئے۔ تو بعض مولویوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ یہ وہابی ہیں۔ اور بعض نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے کی تحریک شروع کی۔ اس وقت اس علاقہ

میں ایک معزز پیر صاحب تھے۔ جن کا بھیرہ اور نواح میں بہت اثر تھا۔ اور فتوائے کفر شائع کرانے والے ان کے پاس بھی گئے کہ دستخط کر دیں۔ باقی مولویوں سے تو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے دوست نہ ڈرتے تھے۔ مگر ان پیر صاحب کے متعلق انہیں ضرور خیال تھا کہ اگر یہ بھی مولویوں کے ساتھ مل گئے۔ تو فساد بڑھ جائے گا۔ اس لئے آپ کے دوستوں میں سے

ایک زیرک دوست

پیر صاحب کے پاس پہنچے۔ اور کہا۔ کہ سنا ہے۔ مولوی لوگ آپ سے فتوے لینے آئے تھے۔ پیر صاحب نے کہا کہ ہاں آئے تھے۔ اور جو باتیں وہ کہتے ہیں ٹھیک ہیں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ فتوے دے دوں۔ اس پر اس دوست نے کہا۔ کہ آپ تو پیر ہیں۔ اور سب نے آپ کو سلام کرنا ہے۔ نور دین خواہ کچھ ہو آپ کو سلام تو ضرور کرتا ہے۔ اور اگر آپ نے فتوے دے دیا۔ تو وہ اور ان کے دوست آئندہ آپ کو سلام نہیں کریں گے۔ اس پر پیر صاحب گھبرا گئے۔ اور کہا۔ کہ بھلا ہم

پیروں کا فتووں سے کیا تعلق

ہے آپ مولوی صاحب سے کہدیں۔ کہ سلام نہ چھوڑیں۔ اس دوست نے آ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ میں اس طرح کر آیا ہوں۔ اور اب پیر صاحب چاہتے ہیں کہ آپ ان کو سلام کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارا کیا حرج ہے۔ کر دیں گے۔ چنانچہ وہ دوست پھر پیر صاحب کے پاس گئے اور پیر صاحب سے کہا۔ کہ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ پیر صاحب بڑے آدمی ہیں۔ ہم ان کو سلام کیوں نہ کریں گے۔ اس پر پیر صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ اچھا ہم فلاں روز اس طرف سے گزریں گے۔ مولوی صاحب سے کہنا کہ ضرور سلام کریں۔ چنانچہ پیر صاحب حضرت مولوی صاحب کے

مطب کے سامنے سے گزرے

اور حضرت مولوی صاحب نے اپنے دوستوں سمیت باہر نکل کر ان کو سلام کیا۔ پیر صاحب نے گھوڑا کھڑا کر لیا۔ اور حضرت مولوی صاحب سے باتیں کرنے لگے۔ کہ دیکھو ہمارے پاس مولوی لوگ فتوے کے لئے آئے تھے۔ مگر ہم نے انکار کر دیا۔ کہ ہم کو ان باتوں سے کیا تعلق ہے۔ ہمیں سب نے سلام کرنا ہوا۔ یہ واقعہ شہر میں پھیل گیا۔ اور پیر صاحب کے مرید اس تحریک سے الگ ہو گئے۔ اور

مخالفت کا زور ٹوٹ گیا۔

غرض ابو طالب کے لئے یہ بڑا امتحان تھا۔ وہ سارے شہر میں مکرم سمجھے جاتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اب ان کی عزت جاتی رہے گی۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلوایا۔ اور کہا۔ کہ اے میرے بھتیجے میں سمجھتا ہوں۔ کہ تو جو کرتا ہے سچ سمجھ کر کرتا ہے۔ اور میں نے بھی ہمیشہ تیری مدد کی ہے۔ اور تجھے دشمنوں سے بچایا ہے۔ مگر اب میری قوم کے لوگ میرے پاس آئے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ یا تو اپنے بھتیجے سے کہو۔ کہ تبلیغ میں نرمی کرے۔ اور یا پھر اس سے قطع تعلق کر لو اور اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو قوم میرے ساتھ قطع تعلق کرے گی۔ اور تو جانتا ہے۔ کہ

قوم کا مقابلہ مشکل ہوتا ہے

اب تو بتا۔ تیری کیا رائے ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس وقت یہ بات سنی۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے میرے چچا۔ میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے مگر سچائی کے مقابلہ میں میں آپ کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ اگر دشمن میری دائیں طرف سورج اور بائیں طرف چاند لا کر کھڑا کر دیں۔ تو بھی

میں تبلیغ میں نرمی نہیں کرونگا

اور توحید کی اشاعت سے باز نہیں رہونگا میں آپ کے لئے ہر قربانی کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات آپ کی نہیں مان سکتا آپ مجھے بیشک الگ چھوڑ دیں۔ اور اپنی قوم سے صلح کر لیں۔ میرے لئے اللہ تعالےٰ کافی ہے۔ اس پر باوجود اس کے کہ ابو طالب کے لئے قوم کا چھوڑنا مشکل تھا۔ اس

دلیرانہ جواب

کو سنکر ان پر یہ اثر ہوا۔ کہ انہوں نے کہا۔ اگر قوم مجھے چھوڑتی ہے۔ تو بے شک چھوڑ دے۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ ابو طالب کے اس جواب کی اہمیت کا پورا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے۔ جو تاریخ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ایک اور واقعہ کو نہیں جانتے۔ جس سے ابو طالب کی قلبی کیفیت کا پتہ چلتا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی قوم سے کتنی محبت تھی جب ان کی

وفات کا وقت

قریب آیا۔ تو چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے بہت ہی محبت تھی ان کی قربانیوں اور حسن سلوک کی وجہ سے اس لئے آپ کو سخت دکھ تھا۔ کہ آپ مسلمان ہوئے بغیر مر رہے ہیں۔ آپ کبھی ان کے دائیں جاتے۔ اور کبھی بائیں۔ اور کہتے۔ کہ اے چچا اب موت کا وقت قریب ہے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیجئے مگر ابو طالب خاموش رہے۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت اصرار کیا۔ آپ پر رقت طاری تھی۔ اور آپ بار بار کہتے تھے۔ کہ اے چچا ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیں۔ تا کہ میں خدا کے حضور کہہ سکوں۔ کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن ابو طالب نے آخر میں یہی جواب دیا۔ کہ میں اپنی

قوم کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا

گویا ان کو اپنی قوم سے اتنی محبت تھی۔ کہ وہ اس کے بغیر جنت میں بھی جانا نہ چاہتے تھے۔ ایسی قوم سے اس قدر شدید محبت رکھنے والے شخص پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہادرانہ جواب کا یہ اثر ہوا کہ اس نے کہدیا۔ کہ اچھا اگر قوم مجھے چھوڑتی ہے۔ تو چھوڑ دے۔ میں آپ کو نہیں چھوڑونگا۔

غرض ایسے واقعات کو دیکھ کر دوست تو کیا دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ہر شخص خواہ اس کے دل میں کتنا عناد بھی کیوں نہ ہو۔ ان واقعات کو سنکر سر جھکا لیتا ہے۔ اور ایسے

بہادر کی عظمت

کے اقرار پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ایسے بیسیوں نہیں۔ سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ بہادری کے ایسے

بلند مقام

پر تھے۔ کہ اس سے اوپر خیال بھی نہیں جا سکتا۔ یہ بہادری کہاں سے پیدا ہوئی یہ توکل ہی سے تھی۔ دنیادار جسے بہادری کہتے ہیں۔ مذہبی لوگ اسے توکل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ فرق صرف یہی ہے۔ کہ بہادری کے لفظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ چیز کہاں سے آئی۔ اور توکل کا لفظ بتا دیتا ہے۔ کہ اس قسم کی بہادری اعلےٰ مقصد سے پیدا ہوتی ہے۔ توکل کے یہی معنے ہیں۔ کہ خدا کے مقابلہ میں انسان ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار ہو گویا توکل کا لفظ

بہادری کے اسباب وجوہ اور اس کا منبع

بھی بتا دیتا ہے۔ اور بہادری و توکل میں صرف یہی فرق ہے۔ ورنہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں اسی بہادری کو ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں بھی دیکھتے ہیں اور صحابہ میں ہی نہیں۔ بلکہ صحابیات میں بھی ہمیں یہ چیز نظر آتی ہے۔ اور نہ صرف عورتوں میں بلکہ بچوں میں بھی موجود ہے۔ آج وہ زمانہ آیا ہے۔ کہ لوگ اسلام اور دیانت کے لئے

تو اس لفٹیننٹ نے تلوار پھینک دی۔ اور ایک پتھر پر بیٹھ کر چیخیں مار کر رونے لگا۔ اور اس کے کندھے شدت گریہ سے یوں حرکت کرتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سینہ میں انگیٹھی جل رہی ہے۔ تو بہادری کے جذبات ہمیشہ دشمن سے بھی بڑائی کا اقرار کرا لیا کرتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ تو بہادری اتنی بڑھ جاتی ہے۔ کہ انسان حیران ہوتا ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے دنیا میں بزدلی رہ کیسے سکتی ہے۔ پس مومن کو اپنا ایمان پرکھنے کے وقت یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس حد تک اس کے دل میں

جذبۂ جرأت و بہادری

ہے۔ اور کس حد تک جذبۂ وفاداری ہے۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک میں کھانے پینے کا بڑا شوق ہے۔ دوست جب ملتے ہیں۔ تو سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا کھلاؤ گے۔ کیا پلاؤ گے۔ اور جب کھانے لگتے ہیں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ

کھانے پینے کے لئے ہی وہ پیدا ہوئے تھے

لیکن یہی لوگ جب ان کے گھروں میں کوئی موت ہو جاتی ہے۔ جب ان کا کوئی عزیز ان سے رخصت ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے کی لذت اور خواہش کئی دنوں تک ان کے دل سے جاتی رہتی ہے۔ جب لقمہ مونہہ میں ڈالتے ہیں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ

حلق میں پھنستا ہے

کوئی چیز خواہ کتنی شیریں کیوں نہ ہو تلخ معلوم ہوتی ہے۔ باوجود اس کے کہ لذیذ کھانا مونہہ میں۔ اور شیریں پانی پیٹ میں جاتا ہے۔ پیٹ اور مونہہ اسے رد کرتے ہیں۔ اور لذت کی بجائے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف ایسے ایام میں جبکہ اس سے بہت زیادہ مصیبتیں اسلام کے لئے موجود ہوتی ہیں۔ جب

دین پر بڑی بڑی آفتیں

نازل ہو چکی ہوتی ہیں۔ ایسی مصیبتیں اور آفتیں۔ کہ ان کے مقابلہ میں گھروں کی مصیبتیں بالکل ایچ ہوتی ہیں۔ ہمارے حالات میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ ہمارے مونہہ بدستور کھانوں سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ اور پیٹ اسی طرح

ٹھنڈے پانی کی اشتہاء

محسوس کرتے ہیں۔ اور دن میں کسی وقت بھی یہ خیال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اسلام کے لئے اس قدر مصائب کے ہوتے ہوئے ہم اس آرام اور سکھ کے مستحق نہیں ہیں۔ اور جب دن میں کسی وقت بھی ہم پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی۔ تو ہم کس طرح کہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے قلوب اس محبت سے آشنا ہیں۔ جو حقیقی محبت کہلاتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ

میں نے کئی بار سنا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے کئی سال بعد جب ایران سے چکیاں آئیں۔ اور عمدہ آٹا ملنے لگا۔ تو سب سے پہلے جو آٹا تیار ہوا۔ وہ تحفۃً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور جب اس کا پھلکا تیار ہو کر آپ کے سامنے آیا۔ تو آپ نے جب ایک لقمہ لے کر مونہہ میں رکھا۔ تو آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنے لگے۔ ایک سہیلی پاس بیٹھی تھی۔ اس نے کہا۔ کہ بی بی یہ تو بڑا

نرم پھلکا

ہے۔ آپ اسے کھاتے ہوئے روتی کیوں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی نرمی ہی میرے لئے رونے کا باعث ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں چکیاں نہ تھیں۔ پتھروں پر کوٹ کوٹ کر ہم آٹا بناتے تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہی آٹا کھانے کو ملتا تھا۔ بڑھاپے کی عمر میں اور اضمحلال کے وقت بھی آپ یہی کھاتے تھے۔ اور اس پھلکے کی نرمی کو محسوس کر کے میرے

دل میں حسرت

پیدا ہوئی ہے۔ کہ کاش رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایسا آٹا ہوتا۔ تو میں اس کی روٹیاں پکا کر آپ کو کھلاتی۔ ذرا غور کرو۔ نرم آٹا کونسی چیز ہے۔ جسے آج قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ آج تو کنگال بھی اس کی قدر نہیں کرتے۔ اور ان کو بھی آج اس سے بہت بہتر آٹا ملتا ہے۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو ملا تھا۔ آج تو

رولر ملوں کے آٹے

غریب سے غریب لوگ کھاتے ہیں۔ اور انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا۔ کہ یہ کوئی نعمت ہے۔ اب نعمتوں نے اس آٹے سے بہت زیادہ ترقی کر لی ہے۔ مگر کیا کبھی کسی کے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ کہ اسلام کے مصائب کی موجودگی میں ان کا استعمال مناسب نہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ ہم اسلام کے سپاہی ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فدائی ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم

خدا کے نام پر جانیں قربان کرنے والے

ہیں۔ مگر کیا ہمارے گلوں میں وہ نعمتیں کبھی پھنستی ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا اور اس کے دین کی ہتک دنیا میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء کی توہین کرنے والے موجود ہیں مگر کیا دین کی اس انتہائی بے بسی کے باعث ہمارے گلوں میں بھی کبھی وہ نعمتیں پھنستی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کھانے کا ڈھنگ

بالکل نرالا تھا۔ میں نے کسی اور کو اس طرح کھاتے نہیں دیکھا۔ آپ پھلکے سے پہلے ایک ٹکڑا علیحدہ کر لیتے۔ اور پھر لقمہ بنانے سے پہلے آپ انگلیوں سے اس کے ریزے بناتے جاتے۔ اور مونہہ سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جاتے۔ اور پھر ان میں سے ایک چھوٹا سا ریزہ لے کر سالن سے چھو کر مونہہ میں ڈالتے۔ یہ آپ کی عادت ایسی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والے تعجب کرتے اور بعض لوگ تو خیال کرتے تھے۔ کہ شائد آپ

روٹی میں سے حلال ذرّے تلاش کر رہے ہیں

لیکن درحقیقت اس کی وجہ یہی جذبہ ہوتا تھا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ اور خدا کا دین مصائب سے تڑپ رہا ہے۔ ہر لقمہ آپ کے گلے میں پھنستا تھا۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ کر آپ گویا اللہ تعالےٰ کے حضور معذرت کرتے تھے۔ کہ تو نے یہ چیز ہمارے ساتھ لگا دی ہے۔ ورنہ دین کی مصیبت کے وقت ہمارے لئے یہ ہرگز جائز نہ تھا

وہ غذا بھی ایک مجاہدہ معلوم ہوتا تھا

یہ ایک لڑائی ہوتی تھی۔ ان لطیف اور نفیس جذبات کے درمیان جو اسلام اور دین کی تائید کے لئے اُٹھ رہے ہوتے۔ اور ان مطالبات کے درمیان جو خدا تعالےٰ کی طرف سے قانونِ قدرت کے پورا کرنے کے لئے قائم کئے گئے تھے۔ مگر ہم جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت اور صحابہ کا نمونہ ہونے کے مدعی ہیں۔ کیا یہ ہمارا فرض نہیں۔ کہ وہی

جرأت اور دلیری

اپنے اندر پیدا کریں۔ جو صحابہ کے اندر تھی آج قربانی پر ابھارنے کی بجائے اسے روکنے والے آپ کو ملیں گے۔ اور بہادری کے جذبات پیدا کرنے کی بجائے بعض لوگ اس پر ہنستے ہیں۔ مگر

مومن ہنسی اور تمسخر کی کوئی پرواہ نہیں کیا کرتا

وہ دنیا سے اندھا ہوتا ہے۔ اس کی بینائی صرف خدا کو دیکھتی ہے۔ اس کے دل کی نظر بلند اور ظاہری آنکھیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کے نیکی کے کان کھلے ہوئے مگر بدی کے بند ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہر قربانی کرنے کو عزت سمجھتا ہے۔ اسے کامیابی سمجھتا۔ اور اسی کو نجات خیال کرتا ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں انسان کا قربان ہونا

سب سے بڑی عزت

ہے۔ گو یہ لڑائی کا زمانہ نہیں۔ مگر قربانیوں سے خالی نہیں۔ بے شک۔ آج ہمیں علی الاعلان قتل نہیں کیا جاتا۔ مگر احمدیت کے لئے آج بھی

ہزاروں قسم کی قربانیاں

کرنی پڑتی ہیں۔ ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے گالیاں دی جاتی ہیں۔ مارا پیٹا جاتا ہے۔ اور جب تک جماعت میں سے ایک ایسا حصہ کھڑا نہ ہو۔ جو بہادری اور وفاداری کا وہ نمونہ دکھائے جو دشمن کو بھی کھینچ لیتا ہے اس وقت تک ہم کامیابی کے قریب نہیں پہونچ سکتے۔ بعض لوگ یہ دیکھتے رہتے ہیں۔ کہ ہمارے دائیں ہاتھ والا کیا کرتا ہے اور بائیں ہاتھ والا کیا کرتا ہے۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ

ہم خود کیا کر رہے ہیں

ہمیں اس سے کیا غرض کہ دائیں ہاتھ والا کیا کرتا ہے۔ اور بائیں والا وفادار ہے یا نہیں۔ کیا اگر ساری دنیا مرتد ہو جائے۔ اور صرف ایک مومن رہے۔ تو وہ اس لئے جان دینے سے دریغ کرے گا۔ کہ اور کوئی اس کے ساتھ نہیں۔ جن مواقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کو خطرات میں ڈالا۔ کیا یہ دیکھ کر ڈالا تھا کہ آپ کے دائیں کون ہے اور بائیں کون اور وہ کس حد تک آپ کی مدد کریں گے کیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ کیا۔ تو یہ دیکھا تھا۔ کہ میرے

مؤید اور حامی کون کون ہیں۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے۔ یہاں آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ نے غلطی کی۔ مولوی لوگ ضدی ہوتے ہیں۔ جب آپ نے دعوےٰ کیا۔ تو انہوں نے سمجھا۔ کہ یہ شخص ہم سے بڑا ہو گیا ہے۔ اس لئے مخالفت شروع کر دی۔ اگر آپ دعوے سے

پہلے علماء کو بلاتے

ان کی دعوت کرتے۔ اور پھر پوچھتے کہ اسلام پر جو اس قدر مصیبت کے ایام ہیں۔ آپ لوگوں نے کبھی غور کیا۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم کہتے ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور اس سے عیسائیوں کو اسلام کے خلاف بہت تقویت حاصل ہوتی ہے۔ آپ صاحبان اس کا کوئی حل سوچیں۔ تو وہ ضرور کہتے کہ آپ ہی اس کا کوئی حل سوچئے۔ اس پر آپ کہہ دیتے۔ کہ اگر ہم کہہ دیں۔ حضرت عیسےٰ فوت ہو گئے ہیں۔ تو اس

مشکل سے نجات

حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ ضرور کہہ دیتے کہ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ سبحان اللہ کیا نکتہ نکالا ہے۔ پھر آپ کہتے کہ ایک مشکل یہ ہے کہ جب ہم ان کی وفات کا اعلان کریں گے تو عیسائی کہیں گے کہ احادیث میں تو ان کے

دوبارہ آنے کی پیشگوئی

ہے۔ اس کا بھی کوئی جواب ہونا چاہیئے وہ ضرور پھر یہی کہتے کہ اس کا بھی کوئی جواب آپ ہی فرمائیں۔ تو آپ کہہ دیتے۔ کہ اس کا علاج یہی ہے۔ کہ ہم کہہ دیں۔ آنے والا اسی امت میں سے ہو گا۔ اس پر پھر وہ یہی کہتے۔ کہ سبحان اللہ کیا اچھی بات نکالی ہے پھر آپ کہتے کہ اب صرف ان کا

ایک اعتراض

رہ جاتا ہے۔ کہ جب سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں۔ تو آنے والا کہاں ہے۔ آپ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اپنے میں سے کسی کے متعلق فیصلہ کر دیں۔ کہ وہ مثیل مسیح ہے۔ تا عیسائیوں کے اس اعتراض کا جواب بھی ہو جائے۔ اور اسلام کو ترقی نصیب ہو۔ مولوی تو چونکہ

سخت حاسد

ہوتے ہیں۔ وہ کیا مجال جو اپنے میں سے کسی کو مان لیتے۔ ضرور یہی کہتے کہ آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں۔ یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اگر

انسانی منصوبہ

ہوتا۔ تو میں ضرور ایسا ہی کرتا۔ مگر مجھے تو میرے خدا نے جو کہا میں نے لوگوں کو سنا دیا۔ یہی حال انبیاء کی امتوں کا ہوتا ہے۔ وہ جب صداقت کو لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ تو یہ نہیں دیکھا کرتیں۔ کہ ہمارے دائیں کون ہے۔ اور بائیں کون ہے۔ وہ صداقت کو لے کر دنیا میں آتی ہیں۔ اور لوگ خواہ ان کو ماریں یا پیٹیں۔ قتل کر دیں۔ بلکہ قیمہ کر دیں یا جلا دیں۔ ڈبو دیں۔ پیچھے نہیں ہٹتیں ؛

پس یہ جذبہ اگر

ہمارے نوجوانوں

میں اور جماعت میں پیدا ہو۔ تو پھر وہ لوگ ہم میں پیدا ہوں گے۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ اگر

چالیس مومن

مجھے مل جائیں۔ تو میں دنیا کو فتح کر سکتا ہوں۔ خوب یاد رکھو۔ بزدل لاکھوں بھی دنیا کو نفع نہیں دے سکتے۔ بے وفا کروڑوں کسی کام کے نہیں۔ مگر متوکل اور وفادار چالیس بھی ہوں۔ تو دنیا کو فتح کر سکتے ہیں تم سوچو کہ آخر تمہارے اس مقام کو حاصل کرنے میں کیا روک ہے۔ کیا صرف یہی نہیں کہ تم سمجھتے ہو۔ ہم یہ مقام کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ

تم خدا کے سوتیلے بیٹے نہیں ہو

ابوبکرؓ کو خدا پر اس سے زیادہ حق نہیں تھا جو تمہیں ہے۔ عمرؓ کو اس سے زیادہ خدا تعالےٰ پر حق نہیں تھا۔ جو تمہیں ہے عثمانؓ اور علیؓ کو اللہ تعالےٰ پر اس سے زیادہ حق نہیں تھا۔ جو تمہیں ہے۔ اگر تم آج یہ ارادہ کر لو۔ کہ ہم بھی توکل کے مقام پر کھڑے ہو کر اپنے رب سے ایسا رشتہ پیدا کریں گے۔ کہ اس کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ رکھیں گے۔ تو وہی جو ابوبکرؓ کو ملا تمہیں مل سکتا ہے۔ جو عمرؓ کو ملا تمہیں مل سکتا ہے۔ جو عثمانؓ اور علیؓ کو ملا تم حاصل کر سکتے ہو

صرف عزم اور ارادہ کی دیر ہے

صرف کودنا اور چھلانگ لگانی ہے۔ اور پھر دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے ؛

پس تم میں سے جو ہمت والے ہوں وہ یہ عزم کر لیں۔ خدا کے قرب کی خواہش تم میں سے جو رکھتے ہیں۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ

خدا بہت قریب ہے

اتنا قریب ہے اتنا قریب ہے۔ کہ اگر کوئی نابینا کی طرح آنکھیں بند کر کے ہاتھ پھیلا دے تو اسے چھو سکتا ہے۔ اور اُسے چھو کر ایسا نور حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے بعد تمام اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی طاقت حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے حاصل ہونے پر شیطان کی تمام طاقتیں مٹ جاتی ہیں ؛

بقایاداران وصیت فوراً توجہ فرمائیں

جن موصیوں کے ذمہ بقایا ہے۔ یا اب اس سال کا بقایا نکلے گا۔ ان کے متعلق یہی فیصلہ ہے۔ کہ ان کو نوٹس دیا جائے۔ اگر بقائے فوراً ادا نہ کریں تو ان کی وصایا منسوخی کے لئے مجلس میں پیش کر دی جائیں۔ اس لئے بقایاداران کو بقائے جلد ادا کر دینے چاہئیں۔ سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

حصہ آمد کی وصیت

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں یکم مئی ۱۹۳۶ء سے حصہ آمد کی وصیت کر دی ہے۔ جن دوستوں نے ابھی

اسلامی ممالک کی دلچسپ خبریں اور اہم کوائف

(خاص الفضل کے لئے مہیا کردہ)

زائرین کعبہ کی تعداد میں کمی کی وجہ

مکہ مکرمہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) امسال بیرونی ممالک سے حج بیت اللہ کے لئے آنے والے زائرین کی تعداد میں کمی کی بڑی وجہ اطالیہ اور حبشہ کی جنگ بیان کی جاتی ہے۔ ان معزز زائرین میں سے جو حکومت حجاز کے مہمان رہے شام کے رُدالہ قبیلہ کے سردار امیر فرحاز ابن شالان اور سابق خدیو مصر کی ہمشیرہ قابل ذکر ہیں اس سال حج کے لئے متعدد شامی اور عراقی اخبار نویس بھی آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ انہیں توقع تھی۔ کہ شاہ ابن سعود اس موقع پر کوئی سیاسی تقریر کریں گے۔ لیکن شاہ کے غیر جانبدارانہ رویہ کو دیکھ کر انہیں مایوس ہونا پڑا۔

مصری پارلیمنٹ کے انتخابات

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) مصر کی پارلیمنٹ کے آئندہ انتخابات میں امیدواروں کے متعلق جن کی فہرست ابھی مکمل ہوئی ہے باخبر حلقوں میں اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ نئی پارلیمنٹ میں وفد پارٹی ۱۱۰ نشستوں کی نمایاں اکثریت حاصل کرے گی۔ وفد پارٹی نے ۲۱۴ حلقہ ہائے انتخاب میں اپنے کل ۲۲۷ امیدوار کھڑے کئے ہیں۔ اور لبرل آئینی پارٹی کی طرف سے ۴۲۔ اتحادیوں کی طرف سے ۲۰ شعابیوں کی طرف سے ۴۴ اور نیشنلسٹوں کی طرف سے پانچ امیدوار کھڑے ہوئے ہیں ان ۷۶ نشستوں میں سے جو بلا مقابلہ پُر ہوں گی۔ ستّر وفد پارٹی کی ہیں۔ اور عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں اقلیتوں کو متوقع تعداد سے بہت کم نشستیں حاصل ہوں گی۔ وہاں وفد پارٹی ایک نمایاں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

فلسطین میں سلسلہ نشر الصوت کا قیام

بیت المقدس (بذریعہ ہوائی ڈاک) فلسطین میں نشر الصوت کی سروس کے قیام کی رسم افتتاحی بھی ادا کی گئی ہے۔ اور آئندہ تمام ملک زمانہ حاضرہ کی اس ایجاد سے کما حقہٗ مستفیض ہوگا۔ تجویز کی گئی ہے۔ کہ نشر الصوت کے پروگرام عربی۔ عبرانی اور انگریزی زبانوں میں شائع کئے جایا کریں۔

حکومت ترکیہ اور ملکی کانوں کا قبضہ

استنبول (بذریعہ ہوائی ڈاک) معلوم ہوا ہے۔ جمہوریہ ترکیہ نے ۸ کانیں اپنے قبضہ میں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کی کان کنی بلا واسطہ ان کے مالکین کے ذریعہ عمل میں نہیں آئے گی۔ بلکہ ہٹائٹ بنک Hittite Bank. کی ہدایات کے ماتحت ان میں سے معدنیات نکالی جایا کریں گی ان کانوں میں ایک تہائی سیسہ کی کانیں ہیں اور دو تہائی کوئلہ کی۔ چونکہ کچھ ان میں سے غیر ملکی لوگوں اور کمپنیوں کی ملکیت ہیں اس لئے توقع کی جاتی ہے۔ کہ متعلقہ پارٹیوں کے درمیان کسی معین تصفیہ کی صورت پیدا کی جائے گی۔ اور اس بات کی اس لئے بھی ضرورت ہے۔ کہ ان کانوں کی معدنیات ملکی تجارت برآمد کے ایک اہم حصہ پر مشتمل ہوں گی

انگورہ کی خوشحالی

انگورہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) ارباب حکومت کا اندازہ ہے۔ کہ جب دریائے کشیک کا بند جو مکمل ہونے والا ہے۔ تعمیر ہو جائے گا۔ تو اس سے انگورہ کی اقتصادی خوشحالی میں بہت بڑا اضافہ ہو جائے گا۔ ان کا یہ خیال بھی ہے۔ کہ ۱۹۴۰ء تک انگورہ کی آبادی پچیس لاکھ تک بڑھ جائے گی اس بند میں ۱۸۰ لاکھ مربع میٹر پانی جمع رہے گا۔ جس میں سے ۶۰ لاکھ میٹر پینے کے لئے صرف ہوگا۔ اور ۱۲۰ لاکھ میٹر پانی زمین کو سیراب کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس بند سے ہر روز ۵۰ گیلن فی کس پانی مہیا ہو سکے گا۔

وزیر اعظم شام کا حشر

دمشق (بذریعہ ہوائی ڈاک) اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شام کا وزیر اعظم شیخ تاج الدین حسینی جو حال کے فسادات میں فرانسیسی حکام کا حامی و مؤید تھا۔ ملک سے کہیں بھاگ گیا ہے۔ کیونکہ ملک میں اس کی مخالفت بہت بڑھ رہی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ جب وہ پیرس جاتے ہوئے بیروت اترا تو شہر کے ہوٹلوں نے اسے ٹھہرانے سے انکار کر دیا۔ اور اسے ایک کشتی میں جو بندرگاہ میں لنگر انداز تھی پناہ لینی پڑی۔

مصری ضابطہ قوانین میں ترمیم

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) اخبار Le Progrès Oriental. کا نامہ نگار متعینہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ مصری وزیر اعظم نے دو کمیشن نامزد کئے ہیں تاکہ ملک کے دیوانی۔ اقتصادی اور فوجداری ضابطہ ہائے قوانین میں جن کی اصلاح اور ترمیم موجودہ صورت حالات کے مطابق ضروری ہے۔ تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں۔ اس اقدام کا مقصد یہ ہے۔ کہ قدیمی ...... کا طریق انصاف اور مخلوط عدالتی طریق کو ایک ہی ڈھنگ پر لایا جائے۔ تاکہ دونوں میں یکسانیت پیدا ہو۔ اور یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اس طرح مخلوط عدالتوں کی جگہ لینے کے لئے اینگلو مصری عدالتوں کے قیام کا راستہ تیار ہو جائے گا۔ اور یہی سلیم مصری لوگوں کے نزدیک مخلوط عدالتوں کے مسئلہ کا آخری حل ہے۔

حکومت ایران اور ملک کی تجارت برآمد

طہران (بذریعہ ہوائی ڈاک) حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ سرکاری امداد حاصل کرنے والی تجارتی کمپنیوں کو اجارے تفویض کرنے کا طریق جاری رکھے گی۔ ایک ماہ ہوا ایرانی غالیچے۔ قالین اور نمدوں کی تجارت برآمد کا واحد حق ایک جدید کمپنی کو دیا گیا تھا۔ جس کے بیشتر حصے نیشنل بنک آف ایران نے خرید رکھے ہیں۔ شراب اور عورتوں کی پوشاکوں کی تجارت اور آمد کا واحد حق ایک اور کمپنی کو دیا گیا ہے۔

امید کی جاتی ہے۔ کہ انجام کار تمام اشیائے برآمد و درآمد کا قبضہ سرکاری امداد حاصل کرنے والی کمپنیوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔

حجاز میں سونے کی ایک جدید کان کی برآمد

مکہ مکرمہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) اخبار ام القریٰ لکھتا ہے۔ کہ سعودی مائننگ کارپوریشن نے جسے گذشتہ سال حجاز میں سونے اور دیگر دھاتیں نکالنے کے متعلق مراعات دی گئی تھیں۔ مدینہ منورہ کے جنوب میں ایک مقام پر سونے کی ایک کان دریافت کی ہے

the Director General of Observatories Ganeshkhind Road Poona 5

احرار کو انصاف و عدل کی مٹی پلید کرنے کی کھلی اجازت

ڈیرہ غازیخان میں مولوی عطاء اللہ کی نہایت دلآزار اور اشتعال انگیز تقریر

ملک کے کونے کونے میں احراری نہایت بے باکی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف جو فتنہ و فساد پھیلا رہے۔ اور جس طرح بدزبانی اور بدگوئی کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کی ایک تقریر سے کیا جاسکتا ہے۔ جس کا بہت سا حصہ نہایت ہی گندہ اور ناپاک ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی تقریریں جابجا کی جارہی ہیں۔ عوام کو کھلم کھلا احمدیوں کے قتل کی تلقین کی جارہی ہے۔ ہر رنگ میں دکھ اور تکلیف پہونچانے کے لئے اشتعال دلایا جارہا ہے۔ اور جگہ جگہ احمدیوں کو جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ مگر قانون کا احترام قائم رکھنے والی اور ظلم کا انسداد کرنے کی ذمہ دار حکومت خاموش بیٹھی ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر اس کے تنخواہ دار ملازم احرار کے قوت بازو بن کر حکومت کی روایات عدل و انصاف کی خاک اڑا رہے ہیں۔ بہر حال جو کچھ ہو رہا ہے۔ بالکل ظاہر و باہر ہے:-

۳۰ر اپریل ۱۹۳۶ء مولوی عطاء اللہ بخاری کی احرار کانفرنس سے ناکام واپس جاتے ہوئے ڈیرہ غازیخان آئے۔ چند چھوکروں اور لفنگوں نے جو تیس چالیس کے قریب تھے۔ استقبال کیا۔ رات کو اس نے تقریر کی۔ جس میں از حد بکواس کی جس کا تھوڑا سا نمونہ درج ذیل ہے:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا

یہ ہندوستان کا نبی شراب منگوا کر پیا کرتا تھا۔ اس کو خود انگریزوں نے کھڑا کیا۔ چونکہ انگریز خانہ کعبہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور سوائے پنجاب کی سرزمین کے اور کوئی جگہ ان کو اس مطلب کے لئے نظر نہ آئی۔ کیونکہ یہاں پیر پرستی کا مرض عام ہے۔ اس لئے انہوں نے اسی جگہ سے نبی کھڑا کر دیا۔ تاکہ لوگوں کو وہ اپنی طرف متوجہ کرے۔ اور مسلمان بجائے کعبہ کے قادیان میں کعبہ بنالیں۔ اور اصلی کعبہ پر ہم آسانی سے قبضہ کرلیں۔ نیز یہ بھی کہا۔ کہ گورنمنٹ مرزا غلام احمد کی کتابیں ضبط نہیں کرتی۔ گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ جب تک ہم مرزا کی تمام کتابیں ضبط نہیں کرا لیتے۔ اس وقت تک چین اور امن سے ہرگز نہ بیٹھیں گے۔ گورنمنٹ کے متعلق کہا۔ کہ وہ ہم پر یا تو ڈنڈے سے حکومت کرسکتی ہے۔ یا پیار اور محبت سے اس طرح جھوٹے نبی کھڑے کرکے اور ان کی حمایت کرکے ہم پر حکومت نہیں کرسکتی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق اس بدبخت نے نہایت ہی دل خراش الفاظ استعمال کئے۔ نیز حضور کا نام بار بار بشیری کے لفظ سے لیتا رہا۔ دیوان سکھ آنند سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں اپنے مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس میں مرزا بشیری پر ۴۸ گھنٹے کھڑے کرکے جرح کی گئی۔ وہ کہاں اور ۴۸ گھنٹے کھڑا ہونا کہاں۔

حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے متعلق کہا

جب پنجابی نبی کے اس صحابی کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ تو یہ پان کھا رہا اور متواتر تھوک رہا تھا۔ وہ اپنی تمام تھوک سرکاری وکیل کے سر پر ڈالتا گیا۔ آخر سرکاری وکیل کے سر سے پانی بہنے لگا۔ تب اس کو معلوم ہوا۔ کہ میرے سر پر تھوک کا ڈھیر جمع ہو گیا ہے۔ اس پر اس نے عدالت کو متوجہ کیا۔ تو مجسٹریٹ نے سرور شاہ کو ڈانٹا۔

قادیان کے متعلق کہا

زیادہ سے زیادہ عرصہ ۲ سال میں قادیان مرزائیوں سے بالکل پاک ہو جائیگا۔ مجلس احرار ہرگز ہرگز ان کو قادیان میں امن سے بیٹھنے نہ دے گی۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر مرزائیوں نے اپنا اڈا سندھ میں قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔ پہلے وہاں پر دس لاکھ روپیہ کی زمین خریدی تھی۔ اب مزید بیس لاکھ روپیہ کی زمین خرید لی ہے۔ خدا نے ہم کو بھی قادیان میں سترہ گھماؤں زمین دی ہے۔ مسلمانو! کوشش کرو! کہ وہاں پر مجلس احرار کا مدرسہ اور ہسپتال بن جائے۔ تاکہ مرزائی بہت جلد فرار کر جائیں۔ اور تمام قادیان کے مکانات ہمارے قبضہ میں آجائیں۔

احمدیوں کے متعلق کہا

ان سے میل ملاقات قطعاً ترک کردو۔ ان کو نہ سلام کرو۔ اور نہ ان کے سلام کا جواب دو ان سے سودا وغیرہ نہ خریدو۔ اور نہ ان کے ہاتھ بیچو۔ ان کے مردے قبرستان میں ہرگز دفن نہ ہونے دو۔ میونسپل کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور کونسلوں میں ان کو ہرگز اپنا ووٹ نہ دو۔ چاہے مرزائی کس قدر لائق اور قابل کیوں نہ ہو۔ ہرگز اس کو ووٹ نہ دو۔ اس کے مقابلے میں ایک اگر مسلمان بھنگی اور چوہڑا کیوں نہ ہو۔ اس کو ووٹ دو۔ ان سے رشتہ ناطہ ہرگز نہ کرو۔ ان کی لڑکی لے لو۔ مگر دو ہرگز نہیں۔ جو ان کو لڑکی دیگا۔ وہ پکا کافر ہوگا۔ جو اس کے کفر میں شک کریگا۔ وہ بھی کافر ہوگا۔ مسلمانو! ہوش سے سن لو تھوڑے عرصہ کا ذکر ہے۔ معین الدین پور مدینہ ضلع گجرات پنجاب میں مرزائیوں نے جلسہ کرنا چاہا مگر وہاں کے لوگوں نے ان کو جلسہ کرنے سے روک دیا۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کے چیف سیکرٹری کے پاس گئے۔ پھر گورنر کے پاس گئے۔ وہاں سے ڈپٹی کمشنر کے نام حکم آیا۔ کہ ان کا جلسہ جا کر کرادو۔ ڈپٹی کمشنر اور مرزائی اور فرشتوں کی گارد پولیس معین الدین پور جلسہ کرنے چلی گئی۔ وہاں پر صرف دو سید ڈنڈے لیکر کھڑے ہو گئے۔ پولیس اور ڈپٹی کمشنر نے ان دو آدمیوں سے ڈر کر مرزائیوں کو جواب دے دیا۔ کہ میں اس مصیبت میں پھنسنا نہیں چاہتا اور نہ جلسہ کرانا چاہتا ہوں۔ آخر مرزائی واپس گجرات آگئے۔ تم بھی ان لوگوں والی بہادری دکھلاؤ۔ اور اپنے ضلع میں کسی جگہ بھی مرزائیوں کا جلسہ نہ ہونے دو ڈنڈے لیکر کھڑے ہو جاؤ۔ پولیس والے اور گورنمنٹ بالکل بزدل ہے۔ کوئی تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ صرف آپ لوگوں کو ہمت درکار ہے۔

سر اقبال کے متعلق کہا

پہلے جب احرار مرزائیوں کے خلاف کچھ لکھتے تھے۔ تو گورنمنٹ کہدیتی تھی۔ یہ

چند غنڈے لوگ ہیں۔ مگر اب سر اقبال جیسے لوگ بھی ہمارے ساتھ مل گئے ہیں۔ اقبال نے آتے ہی حمایت اسلام لاہور کی انجمن سے مرزائیوں کا صفایا کر دیا۔ اسی صدمہ سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مر گیا اور واصل جہنم ہو گیا۔ لوگو! دعا کرو۔ خدا اقبال کو صحت بخشے۔ وہ بیمار ہے۔

حجاز کے متعلق کہا

مسلمانو! میں تم کو ایک نہایت جگر خراش خبر سناتا ہوں۔ میرا دل اس سے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ وہ یہ کہ اب خانہ کعبہ پر انگریزوں اور دیگر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ جو بات انگریز ایک جھوٹے نبی کو کھڑا کر کے کرنا چاہتے تھے۔ وہ انہوں نے ابن سعود کے ذریعہ کر لی ہے۔ یعنی اس نے ۵۷ برس کے لئے ایک انگریز کمپنی کو ٹھیکہ دے دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ضرور بالضرور خانہ کعبہ پر قبضہ کر لیں گے۔ مجلس احرار نے ایک وفد اس بات کی تحقیقات کی خاطر حجاز روانہ کیا تھا۔ اس وفد کے تمام ممبر تو واپس نہیں آئے۔ صرف دو ممبر واپس آئے ہیں۔ ایک تو مظہر علی اظہر اور دوسرے مولوی ظہور احمد بگوی۔ مولوی ظہور احمد نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ حالت نہایت خطرناک ہے۔ کعبہ آج یا کل انگریزوں کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور ساتھ ہی ظہور احمد نے بتایا۔ کہ مدینہ میں مرزائیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ میں نے ڈنڈے مروا مروا کر ان کا جلسہ منتشر کروا دیا تھا۔

مولانا اسمٰعیل غزنوی کے متعلق کہا

یہ پرلے درجے کا اسلام کا غدار۔ قوم کا غدار اور انگریزوں کا جاسوس ہے۔ منافق اور پکا منافق ہے۔ جس طرح کے منافق رسول کریمؐ کے زمانہ میں مکہ میں ہوا کرتے تھے۔ یہ شرارت بس اس کی ہے۔ مسلمانو! دعا کرو۔ خدا اس کا بیڑا غرق کرے۔ جو انگریز کے ہاتھ کعبہ بیچ رہا ہے۔

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق

کہا:- سر ظفر اللہ مرزائی پرلے درجے کا بیوقوف ہے۔ اس کا قد چھ فٹ ہے۔ اس کے دل اور دماغ میں جب اس قدر فاصلہ ہے۔ تو پھر خاک اس کے دل اور دماغ کا کنکشن رہ سکتا ہوگا۔ گورنمنٹ نے ایسے بیوقوف آدمی کو ممبر بنا کر بھیج دیا۔ وہ خاک مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوگا۔ مجلس احرار ایک پولیٹیکل جماعت ہے۔ اس میں ٹوڈی یعنی سرکار پرست مثلاً سرکاری ملازم پنشنر خان بہادر۔ نواب۔ سر وغیرہ حصہ نہیں لیتے۔ ہم نے ان کی سہولت اور ان کو خدمت دین کا موقع بہم پہونچانے کے لئے ایک علیحدہ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام بنایا ہے۔ جس کا کام محض تبلیغ اسلام اور مرزائیت کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنا ہے۔ سرکاری ملازمین پولیس کے آدمی پنشنر خان بہادر۔ نواب۔ سر اور تمندار اس کے ممبر بن جائیں۔ اور دل کھول کر چندہ دیں۔ اپنے ہاں اس طرح کی مجلسیں قائم کریں۔ مگر از حد افسوس ہے۔ کہ یہ لوگ حد سے زیادہ ٹوڈی واقع ہوئے ہیں۔ ہم ہزار بار سر پیٹ چکے ہیں۔ مگر وہ اس کے ممبر نہیں بنتے۔ اور اس طرف ذرا توجہ نہیں کرتے۔ اے کم بخت قوم! تیرا مقابلہ آج ان لوگوں سے ہے۔ جن میں سے ایک ظفر اللہ بھی ہے۔ یہی وہ گورنمنٹ کا ملازم ہے۔ سر بھی ہے۔ سالانہ گورنمنٹ کی . . . . . سے ۸۰ ہزار روپیہ نکال لیتا ہے۔ وہ جب اس جگہ ڈیرہ غازیخان تمہارے شہر میں آتا ہے۔ تو یہاں کے مرزائیوں کی مسجد میں کھڑا ہو کر مرزا کی جھوٹی نبوت منوانے کے لئے لیکچر دیتا ہے۔ تم خود جا کر سنتے ہو۔ پھر کیا تم شرم نہ کرو گے۔ کہ تم ٹوڈی بنے ہوئے ہو۔ تم ظفر اللہ مرزائی سے سبق حاصل کرو۔

سجادہ نشینوں کے متعلق کہا

تمام سجادہ نشین مجلس احرار کے ممبر اور سرپرست بن جائیں۔ ہم آپ ان کے خلاف ہرگز نہیں۔ میں تو ان کا خادم ہوں۔ عطاء اللہ بخاری ان لوگوں کا کتا ہے۔ اور ان کی گدیوں کا محافظ اور چوکیدار ہے۔ اگر مرزائیت کامیاب ہو گئی۔ تو بس تمہارے حلوے اور قورمے کی خیر نہیں۔ تمہاری گدیاں پاؤں کے نیچے روندی جائیں گی۔ پس اگر اپنی گدیوں کی خیر چاہتے ہو۔ تو مرزائیت کے مٹانے کے لئے میرے ساتھ مل جاؤ۔ ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ تم میں تو کوئی بھی فوجی نہیں۔ تمہارا بزرگوں کی گدیوں پر گزارہ ہے۔ مگر وہ اس طرح چھٹ جائیں گی۔ کہ جب مرید سب مرزائی ہو گئے۔ تو پھر تم کو کون پوچھیگا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ میں نے سنا ہے۔ کہ خواجہ نظام الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے والے ہیں۔ میں ان سے خود ملونگا۔ ان کے پاؤں پکڑ لونگا۔ کہ خدارا ضرور مل جائیں۔ اس سلسلہ میں فیض الحسن آلو مہاری کے متعلق کہا۔ وہ بی۔ اے پاس ہیں۔ بڑے خوبصورت نوجوان ہیں۔ جو ہمارے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کو سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ پس اے گدی نشینان۔ اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو۔ اپنی گدیوں کی خیر چاہتے ہو۔ اپنی روزی کی خیر چاہتے ہو۔ تو مجلس احرار میں داخل ہو جاؤ۔

ضلع ڈیرہ غازیخاں کے احمدیوں کے متعلق کہا

مجھے یہ سن کر کہ تمہارے ضلع میں ڈیڑھ ہزار مرزائی ہو چکے ہیں۔ میرے تن بدن کو آگ لگ گئی ہے ان میں کوئی معمولی ہستی کے لوگ ہا ٹو کری ڈھونے والے نہیں۔ بلکہ امیر محمد خان متندار جیسے بڑے بڑے آدمی ہیں۔ مرزائی متندار بھی دیکھو لو کہ کس قدر مرزائیت کے پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور باقی تو بھی دیکھ لو زمین آسمان کا فرق ہے۔ تم کو چاہیئے کہ جب تک ان ڈیڑھ ہزار مرتدین کو ڈنڈے کے زور سے مسلمان نہ کرلو آرام سے نہ بیٹھو۔

الیکشن کے متعلق کہا

عنقریب کونسل کا الیکشن ہونے والا ہے فی الحال مجلس احرار نے فیصلہ نہیں کیا۔ کہ کس پارٹی کے ساتھ شمولیت کی جائے۔ تم لوگ انتظار کرو۔ مجلس احرار کے فیصلہ کے مطابق اپنا ووٹ دینا جو احرار کے ٹکٹ پر کھڑا ہو۔ اس کو ووٹ دینا اور کسی کو ہرگز نہ دینا۔

آخر میں ایک بدبخت ملا محمد بخش سلوکری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت بدزبانی کی۔ اس جلسہ کارروائی میں جو کہ نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کی گئی ہے پولیس اور رپورٹر اس پولیس موجود رہتے۔ ان کی موجودگی میں ہمارے بزرگوں کو جن کے پسینہ کی ہر بوند پر ہم اپنی گردن کٹا دینا سعادت دارین یقین کرتے ہیں اس قدر حیا سوز گالیاں دی گئیں۔ مگر کوئی ٹس سے مس نہ ہوا۔ بہرحال ہمارے دل خون ہو گئے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے۔

(نامہ نگار از ڈیرہ غازیخان)

احرار کے احمدیوں پر مظالم

موضع نگل کسواله تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ میں میاں نواب الدین صاحب زرگر عرصہ تقریباً بیس سال سے رہتے ہیں۔ آپ نیک سیرت اور بامروت انسان ہیں۔ لیکن جب ڈسکہ میں احرار نے جلسہ کیا۔ اور اس میں عام لوگوں کو یہ تاکید کی ہے۔ کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کردو۔ اس وقت سے صاحب موصوف کو سخت تنگ کیا جا رہا اور روز بروز ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا جا رہا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے اور بھی حیرانی ہوئی۔ کہ اس بائیکاٹ کے کرانے میں گاؤں کے پٹواری نہر کا نمایاں ہاتھ ہے۔

گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ احرار جگہ بجگہ اڈے قائم کر کے جماعت احمدیہ کے مقدس بانی و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف جو زہر اگل رہے ہیں۔ اسے روکے۔ اور ہر جگہ بائیکاٹ کرا کر صوبہ کی فضا کو خراب کر رہے ہیں۔ اس کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ بائیکاٹ کے ساتھ ہی احمدیوں پر تشدد بھی کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں جانی و مالی نقصان پہنچایا جا رہا ہے

خاکسار۔ شیخ محمد بشیر آزاد از مریدکے

وصیتیں

نمبر ۴۵۵۲:- منکہ خدیجہ بیگم زوجہ مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل قوم راجپوت عمر تقریباً ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ھیگلانہ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیور قیمتی ڈیڑھ سو روپیہ مہر مبلغ دو صد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد مندرجہ بالا محررہ تفصیل ذیل ہے۔

زیور قیمتی ڈیڑھ سو روپیہ اور مہر مبلغ دو صد روپیہ۔ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ العبد:- خدیجہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:- عبدالعزیز مولوی فاضل ساکن ہیگلانہ حال وارد نکودر۔ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- علی بخش ولد ابراہیم احمدی سکنہ مریخ تحصیل نکودر بقلم خود

نمبر ۴۵۵۱:- منکہ چوہدری عبداللہ خاں بی۔ اے ولد چوہدری بڈھے خاں قوم جٹ چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت اندازاً ماہ ستمبر ۱۹۲۸ء ساکن موضع چیلے کے ڈاکخانہ گوراریہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۶۲/- روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:- چوہدری عبداللہ خاں بی۔ اے گواہ شد:- قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:- ایم۔ اے۔ ایاز سیکرٹری جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:- محمد حسین اپر ڈویژن اسسٹنٹ کوئٹہ آرسنل ملک بلوچستان۔

نمبر ۴۵۵۳:- منکہ محمد یوسف ولد حافظ محمد اسمٰعیل قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۲ جون ۱۹۲۹ء ساکن لاہور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳/۴/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد چالیس روپے ہے۔ میں تادم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد:- محمد یوسف (ساکن لاہور) حال خادم کلرک دفتر پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:- ایم۔ اے۔ ایاز سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:- قاضی محمد رشید جنرل امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ (بلوچستان)

وصیت نمبر ۴۵۱۷ کا اعلان الفضل مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۶ء میں اور اخبار ۔۔۔۔ مورخہ ۔۔۔۔ میں ہو چکا ہے۔ لیکن اس میں تو وصیت غلط درج ہو گئی ہے۔ لہٰذا دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے:

۴۵۱۷:- منکہ میاں احمد ولد میاں الٰہی بخش قوم راجپوت ساکن ٹھنڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ عرصہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ حساب کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ زندگی میں کرتا رہوں گا۔ اگر بعد وفات میری متروکہ جائیداد کوئی ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہے۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی وصول کرے۔ میرے ورثا کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ مکرر یہ کہ میں نے مبلغ مانسلہ روپیہ قرضہ کو لکھا سے لینا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۔۔۔ دو رلا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۴ مئی۔ آج ہوس آف کامنز میں مسٹر ایڈن نے اعلان کیا کہ شاہ ابی سینیا اپنی پارٹی سمیت حیفا (فلسطین) روانہ ہو گئے ہیں۔

جبوتی ۴ مئی۔ چونکہ عدیس آبابا اور اس کے نواح میں ابتری پھیلی ہوئی ہے اور خطرہ ہے۔ کہ یہ بغاوت کہیں دور تک نہ پھیل جائے۔ اس لئے سمالی لینڈ کے فرانسیسی حکام نے فوج کی دو کمپنیاں عدیس آبابا بھیج دی ہیں۔ جو بغاوت کو پھیلنے سے روکیں گی۔ اس بات کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔ کہ کہیں شورش پسند گڈس ٹرینوں وغیرہ کو آگ نہ لگا دیں۔ کیونکہ اس سے پیشتر ادجی میں ایک گڈس ٹرین کو آگ لگائی جا چکی ہے۔

شملہ ۴ مئی۔ لیجسلیٹو اسمبلی ڈیپارٹمنٹ دہلی میں بند ہو کر آج شملہ میں کھل گیا۔

پٹنہ ۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آئندہ جون کے آخر میں منعقد ہو گا۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا گیا کہ اجلاس الہ آباد میں ہو گا یا واردھا میں۔

کوئٹہ ۴ مئی۔ شہر دوبارہ آباد ہو رہا ہے۔ وارڈ نمبر ۱ میں منڈیاں کھل گئی ہیں۔ اور گھوڑ دوڑ کے میدان میں عارضی رہائش رکھنے والے لوگ نئے وارڈوں میں جا کر بسنے لگ گئے ہیں۔ ۱۹ اپریل سے ۲۴ اپریل تک ۲۰۹ مکانات کی کھدائی کی گئی ہے۔ اور ۴۸۴۴۴ روپے کی مالیتی جائداد برآمد ہوئی ۱۹ اپریل سے ۲۵ اپریل تک ۴۴ لاشیں برآمد ہوئیں لاشوں کی کل تعداد ۲۵ اپریل تک ۸۴۴۲۷ تک پہنچ چکی ہے۔

کراچی ۴ مئی۔ کراچی میونسپل کارپوریشن اپنی بس سروس جاری کرنے والی ہے۔ اس سلسلہ میں زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کارپوریشن نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس نے اپنی عارضی سکیم پیش کر دی ہے۔ تجربہ کے طور پر ایک لاکھ روپیہ سے یہ کام شروع کیا جائے گا۔

شملہ ۴ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ وزیر ہند باجلاس کونسل نے گورنر مدراس کو ۱۸ جون سے رخصت دینا منظور کر لیا ہے۔ یہ رخصت چار ماہ سے زیادہ نہ ہو گی۔ ان کی رخصت کے عرصہ میں آنریبل راجہ بہادر سر کرمارنیڈی گورنری کے فرائض سرانجام دیں گے۔ ملک معظم نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

شملہ ۴ مئی۔ وائسرائے اور لیڈی لنلتھگو مع اپنے بچوں اور پرسنل سٹاف کے آج صبح شملہ پہنچے۔ تشریف آوری پرائیویٹ تھی۔ ۳۱ توپوں کی سلامی دی گئی

یروشلم ۳ مئی۔ دمشقی دروازہ کے حادثہ کے بعد جہاں پولیس نے مظاہرہ کرنے والے عرب طالبعلموں پر فائرنگ کی یہودیوں نے عربوں پر یہ الزام لگانا شروع کر دیا ہے۔ کہ ملک کے مختلف علاقوں میں عربوں نے آگیں لگا دی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ قومی مجلس اعلیٰ کے عرب اراکین نے ہائی کمشنر کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کی آمد بالکل بند کر دی جائے۔ اور اگر ایسا نہیں کیا جائے گا۔ تو ہڑتال ختم نہیں کی جائے گی۔

بمبئی ۳ مئی۔ چیچک کی وجہ سے بے شمار اموات ہو رہی ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۳۶ء سے گذشتہ ہفتہ کے اختتام تک ساڑھے پانچ سو اشخاص اس موذی مرض سے ہلاک ہو چکے ہیں۔

جیسور ۴ مئی۔ یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر آتش زدگی سے تقریباً ایک سو مکان اور ان کا تمام مال و اسباب جل کر راکھ ہو گیا۔

ناگپور ۴ مئی۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اچھوت اقوام ہندو دھرم چھوڑنے کے بعد کسی اور مذہب میں داخل نہیں ہوں گی۔ بلکہ اپنا الگ دھرم قائم کریں گی۔

کلکتہ ۴ مئی۔ "امرت بازار پتر کا" کا نامہ نگار لکھنؤ سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ خدشہ ہے گورنمنٹ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کی خود نوشت سوانح عمری جو انگلستان میں شائع کی گئی ہے ضبط کر لے گی۔

سری نگر ۳ مئی۔ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب جودھپور سیر و سیاحت کے لئے سری نگر تشریف لائے ہیں۔ آپ یہاں شاہی مہمان ہیں۔ آپ کے ہمراہ جودھپور کی پولو ٹیم بھی آئی ہے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر کے سری نگر تشریف لانے پر ایک پولو میچ ہو گا۔

شملہ ۳ مئی۔ گورنر جنرل نے مندرجہ ذیل قوانین کی جو کہ مرکزی مجلس مقننہ نے بجٹ سیشن میں پاس کئے تھے منظوری دیدی ہے۔

(۱) پارسیوں میں شادی اور طلاق کے متعلق قانون (۲) کارخانہ جات میں کام کرنے والے مزدوروں کی اجرتوں کی ادائیگی کے متعلق قانون (۳) برطانوی ہند میں ہائیکورٹ کے چند فیصلوں کو جائز قرار دینے کے متعلق قانون (۴) بندرگاہ کوچین کے نظم و نسق کے متعلق قانون (۵) انڈین ائر کرافٹ ایکٹ ۱۹۳۵ء میں ترمیم کا قانون (۶) فیکٹریوں کے متعلق ترمیمی قانون (۷) ہندوستانی کانوں کے متعلق ترمیمی قانون (۸) لاکھ پر ٹیکس کے متعلق ترمیمی قانون (۹) انڈین ٹیرف ایکٹ ۱۹۳۴ء میں ترمیم کا قانون (۱۰) انڈین ٹیرف ایکٹ ۱۹۳۴ء میں مزید ترمیم کا قانون۔

سری نگر ۳ مئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر مہتہ آئی سی ایس ریونیو منسٹر ریاست جموں و کشمیر عنقریب ریٹائر ہونے والے ہیں ان کی جگہ سر تیج بہادر سپرو کے صاحبزادے مسٹر اے این سپرو آئی سی ایس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں ریونیو منسٹر مقرر کیا جائے گا۔

لاہور ۳ مئی۔ حکومت پنجاب اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ بلدیہ بھوانی کو نالیاں بنانے کے لئے مبلغ ۷۵ ہزار روپیہ بطور قرضہ دیا جائے۔

بردوان (بنگال) ۳ مئی۔ یہاں سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع بانیترہ میں ۱۵۰ جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے ۱۴ سو اشخاص بے گھر ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ۲۵ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔

پشاور ۳ مئی۔ سر کننگھم ہوم ممبر حکومت سرحد عنقریب ساڑھے نو ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ مسٹر گڈنی دوسا نکا میں چارج لے لیں گے۔

سری نگر ۳ مئی۔ کرنل کالون وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر دادی کشمیر کی سیاحت کرتے ہوئے تمام سکولوں اور سرکاری دفاتر کا معائنہ کر رہے ہیں۔

برلن ۳ مئی۔ جرمن سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے تین سو ارکان کو جرمنی کی خفیہ پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ اور ہمبرگ میں ان کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں۔ ان سوشلسٹوں پر یہ الزام ہے کہ وہ نازی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے دیر سے منصوبہ بازی کر رہے ہیں۔

صوفیہ (بذریعہ ڈاک) حکومت بلغاریہ کے حکم سے ملٹری لیگ بند کر دی گئی ہے۔ اس کے تمام کاغذات جلا دئے گئے ہیں۔ اور حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ کوئی فوجی افسر اس لیگ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ علاوہ ازیں حکومت نے فوجی افسروں کو تاکیدی حکم دیا ہے۔ کہ وہ آئندہ سیاسیات میں کوئی حصہ نہ لیں۔ خلاف ورزی کرنے والوں پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ چند افسروں نے اس حکم کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ مگر انہیں برطرف کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اب تک ڈیڑھ سو اشتراکیوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

طہران (بذریعہ ڈاک) میونسپل کمیٹی طہران اس بات پر غور کر رہی ہے کہ تمام سکولوں میں لڑکیوں کے لئے تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ تاکہ عورتیں ناخواندہ نہ رہ سکیں۔

روما ۴ مئی۔ اطالوی جھیل سانا میں گورگورا کے ساحل پر مسلح بحری طیاروں کی ایک زبردست بندرگاہ بنانے میں مصروف ہیں۔ بندرگاہ پر سینکڑوں اطالوی انجنیئر کام کر رہے ہیں۔

شملہ ۴ مئی۔ ارکان اسمبلی میں سے محکمہ تار و ڈاک کی مشاورتی کمیٹی کے جو غیر سرکاری ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔

حیدر آباد دکن (بذریعہ ڈاک) حکومت کی طرف سے ملازمین افواج کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسی کوئی ذہنیت باغیانہ مقاصد پر مشتمل جلسوں اور مظاہروں میں کسی قسم کا حصہ نہ لیں اور نہ سیاسی اور فرقہ وارانہ تحریکوں اور اخبارات میں شرکت کریں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور ... سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

قربانی سے بچنے کے لئے عذر

اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اور وقت آنے پر کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ دقت ہے۔ وہ روک ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے ماتحت مسلمانوں میں قربانی کا وہ جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ کہ مرد اور بالغ عورتیں تو الگ رہیں۔ بچے بھی اسی جذبہ سے سرشار نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ

اُحد کی جنگ

کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلایا۔ تاکہ ان میں سے ان لوگوں کا انتخاب کریں۔ جو جنگ کے قابل ہوں۔ اس وقت ایک لڑکے کے متعلق آتا ہے۔ دوسرے صحابہ اور وہ خود بھی بیان کرتا ہے کہ جس وقت وہ لوگ کھڑے ہوئے وہ بھی اس جوش میں کہ اسلام کی خاطر جان قربان کرنے کا موقعہ ملے۔ ان میں کھڑا ہو گیا۔ مگر چونکہ قد چھوٹا تھا۔ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں چھوٹا معلوم ہوتا تھا۔ اور اس وجہ سے خطرہ تھا۔ کہ شائد منتخب نہ ہو سکے۔ اس لئے وہ اپنی

انگلیوں کے بل کھڑا ہو گیا

اور ایڑ یاں اوپر اٹھائیں۔ تا قد اونچا معلوم ہو۔ اور چھاتی تان لی۔ تاکمزور نہ سمجھا جائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ پندرہ سال سے کم عمر کا کوئی لڑکا نہ لیا جائے۔ اور جب آپ انتخاب کرتے ہوئے اس کے پاس پہونچے۔ تو فرمایا کہ یہ بچہ ہے۔ اسے کس نے کھڑا کر دیا ہے۔ اسے ہٹا دو۔ مگر آج ایسا ہوتا۔ تو شائد ایسا بچہ

خوشی سے اچھلنے لگتا

کہ میں بچ گیا۔ لیکن جب اس بچہ کو الگ کیا گیا۔ تو وہ اتنا رویا کہ اتنا رویا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحم آ گیا۔ اور آپ نے فرمایا اچھا اسے لے لیا جائے۔ پھر اس زمانہ کی عورتوں کا یہ حال تھا۔ کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی۔ اور کہا کہ یارسول اللہ قرآن کریم کس کے لئے ہے

آپ نے فرمایا سب انسانوں کے لئے۔ اس نے عرض کیا۔ کیا عورتوں کے لئے بھی ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ پھر جہاد کے حکم پر عورتوں کو کیوں عمل کرنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ مرد جا کر جانیں قربان کرتے ہیں اور عورتیں اس ثواب سے محروم رہتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے مردوں کو لے جانے کا ہی حکم ہے۔ مگر اس عورت نے بہت اصرار کیا۔ اور کہا کہ میں

زخمیوں کی مرہم پٹی

کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے لے لیا جائے اور حکم دیا۔ کہ جب بھی مالِ غنیمت آئے۔ اس عورت کو مردوں کے مساوی حصہ دیا جایا کرے کیونکہ اس نے انکار کیا۔ کہ یہ اس وقت گھر میں بیٹھی رہے۔ جبکہ مرد اپنی جانیں قربان کر رہے ہوں۔ غرضکہ مرد کیا اور عورتیں کیا سب نے اپنی قربانی سے یہ بات دکھا دی کہ ایمان نے ان کے اندر ایسی جرأت پیدا کر دی تھی۔ کہ جس کی مثال دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔ یہ چیز گو ایمان سے بہت شاندار ہو جاتی ہے۔ مگر

غیر مومنوں میں بھی اس کا فقدان نہیں ہوتا

ایمان اگرچہ اسے صیقل کر دیتا ہے۔ مگر غیر دیندار اقوام میں بھی یہ پائی ضرور جاتی ہے۔

گذشتہ ایام میں ترک دین سے بالکل بے بہرہ ہو چکے تھے۔ گو کہلاتے مسلمان تھے اور اب تو دین سے بہت ہی دور چلے گئے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ شریف قوم

شریف جذبات

سے عاری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ گذشتہ جنگ عظیم میں ہم قریباً مہینہ بھر یہ خبر پڑھتے رہے کہ ایک جانباز ترک سپاہی ایک پہاڑی پر کھڑا ہو کر دشمن کو سخت نقصان پہونچاتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے پکڑا نہیں جاتا۔ آخر ایک دن وہ پکڑا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ

ایک ترک عورت

تھی۔ اور پوچھنے پر اس نے بتایا۔ کہ مرد جب

لڑنے کے لئے آئے تو میں نے یہ درست نہ سمجھا۔ کہ میں گھر میں بیٹھی رہوں۔ چنانچہ میں اکیلی ہی چلی آئی۔ اور اس پہاڑی پر بیٹھ کر جب بھی مجھے موقعہ ملتا۔ قوم کا بدلہ لیتی رہی۔ تو یہ بہادری کے جذبات دین سے باہر بھی ملتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ بھی بہت شاندار ہوتے ہیں۔ گو اتنے نہیں جتنے ایمان اور توکل کے ساتھ۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ جب

یونان سے ترکوں کی جنگ

ہوئی۔ تو یورپین قومیں منصوبہ بازیاں کرتی رہیں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ یونانی دروں کے قلعے فتح کرنے آسان نہیں۔ اور جب تک ترک ان تک پہونچیں گے۔ وہ اپنے اندر اتحاد پیدا کر کے بیچ میں آ کودیں گی۔ اور پھر ترکوں کو ذلت کی صلح پر مجبور کر دیں گی۔ ترک بھی اس بات سے ناواقف نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے جرنیلوں کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔

دروں کے قلعے فتح کر لئے جائیں

ایک پہاڑی قلعہ کو فتح کرنے پر ایک ترک کرنیل مامور تھا۔ اور اسے حکم تھا۔ کہ دو یا تین ہفتہ کے اندر اندر اسے فتح کرے۔ اسنے متواتر حملے کئے۔ مگر ناکام رہا۔ آخر ایک دن اس نے سپاہیوں کو بلا کر کہا۔ کہ یہ معمولی لڑائی کا سوال نہیں۔ بلکہ ہماری قوم کی

زندگی اور موت کا سوال

ہے۔ اس لئے ہمیں اس بات سے بے پروا ہو کر کہ ہم میں سے کون جیتا رہتا اور کون مرتا ہے۔ کل حملہ کرنا چاہیئے۔ اور اس نیت سے کرنا چاہیئے۔ کہ یا تو سب کے سب مر جائیں گے۔ اور یا کل شام تک

قلعہ میں

ہوں گے۔ سب نے اس کا اقرار کیا۔ اور اگلے روز وہ سپاہیوں کو لے کر قلعہ کی طرف بڑھا۔ وہ دیوانہ وار اوپر چڑھتے جا رہے تھے۔ جب نصف فاصلہ طے کر چکے تو اس کرنیل کے گولی لگی اور وہ وہیں گیا

اس کے ساتھی اسے اٹھانے کے لئے آگے بڑھے۔ مگر اس نے کہا کہ تم کو خدا کی قسم ہے۔ مجھے کوئی مت چھوئے۔ اگر تم قلعہ کو فتح کر سکو۔ تو اس کے اندر مجھے دفن کر دینا۔ ورنہ میری

لاش کو کتوں کے آگے ڈال دینا

یہ بات سن کر سپاہی جو اس کی شفقت اور محبت کی وجہ سے اس کے گرویدہ تھے دیوانہ وار آگے بڑھے۔ اور شام سے پہلے پہلے قلعہ کو فتح کر لیا۔

تو یہ جذبات ہر قوم میں اور ہر حالت میں پائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بزدل قوموں میں بھی انفرادی طور پر اس کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ اور تباہ شدہ قوموں میں بھی ملتی ہیں۔ جب

جنگ بلقان

ہوئی۔ تو میں اس کے تفصیلی حالات سے واقف رہنے کے لئے بعض انگریزی اخبار پڑھا کرتا تھا۔ یونان کے ساتھ مختلف قومیں ملکر ترکوں پر حملہ آور تھیں۔ جب

سالونیکا پر حملہ

ہوا۔ تو ترکوں کے بعض غدار افسروں کی وجہ سے ترکوں کو شکست ہوئی۔ اس کے متعلق میں نے لنڈن کے ایک اخبار میں پڑھا۔ نامہ نگار نے ایک لفٹیننٹ کا نقشہ کھینچا تھا۔ جب غدار افسروں نے فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ تو اس نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہمیں ہرگز پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ اس پر اعلےٰ افسر نے اسے جھڑک کر کہا کہ تم بے وقوف ہو۔ اور

افسروں کی حکم عدولی

کرتے ہو۔ اور فوج کو واپس ہونے کا حکم دے دیا۔ نامہ نگار نے لکھا۔ کہ ایسی پریس نے وہ نظارہ دیکھا۔ کہ گو میں غیر جانبدار تھا۔ میری آنکھیں پُر نم ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ جب سپاہی پیچھے ہٹنے لگے۔